ہفت روزہ
دی انڈین
مسلم ٹائمز
بمبئی
Rs.2/-

بمبئی و اطراف کے مسلمانوں کی دینی و مذہبی سرگرمیوں کے ساتھ مختلف اسلامی معلومات سے بھرپور اہل سنت کی نمائندگی کرنے والا اپنی نوعیت کا واحد اخبار

جلد۲۶☆شمارہ ۲۸ ☆ ۲۷/دسمبر تا ۲/جنوری ۲۰۲۲ء بمطابق ۲۲/جمادی الاولیٰ تا ۲۸/جمادی الاولیٰ ۱۴۴۳ھ

کلام اللہ جل جلالہ

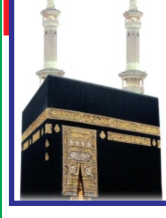

اور تم کیوں کر کفر کروگے تم پر اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور تم میں اس کا رسول تشریف لایا اور جس نے اللہ کا سہارا لیا تو ضرور وہ سیدھی راہ دکھایا گیا، اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان،

(آل عمران ۱۰۱-۱۰۲)

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت کے شریر لوگ وہ ہیں، جو نعمتوں میں پرورش پاتے ہیں، انواع و اقسام کے کھانے کھاتے ہیں، طرح طرح کے لباس پہنتے ہیں اور بتکلّف فصیح کلام کرتے ہیں۔

(احیاء العلوم، جلد ۳)

سعودی عرب اسلامی سلطنت نہیں ہے: علماء اہل سنت

سعودی پرچم سے کلمہ طیبہ ہٹایا جائے: رضا اکیڈمی

ممبئی: ۱۸/دسمبر، سعودی حکومت مبینہ طور پر کلمہ طیبہ کی گستاخی کا زبردست مجرم ہے مورخہ ۱۸/دسمبر ۲۰۲۱ء بروز سنیچر دوپہر ۲/ بجے رضا اکیڈمی ممبئی کے مرکزی دفتر میں سعودی حکومت کے خلاف علماء اہل سنت کی احتجاجی میٹنگ ہوئی رضا اکیڈمی کے سربراہ الحاج محمد سعید نوری صاحب نے کہا موجودہ سعودی حکومت حد سے تجاوز کر رہی ہے حرمین طیبین میں تقدس کی پامالی ناقابل برداشت ہے۔ اسلامی سلطنت کہلانے والے سعودی حکومت اسلامی سلطنت نہیں ہے اس لئے اس حکومت کے فرمانروا اسلام کی حدوں کو پار کرنے پر تُلے ہوئے ہے چنانچہ حالیہ واقعات سے پتا چلتا ہے سعودی حکومت ناچ، گانہ، فحش، جوا، شراب خانے، سنیما گھر جیسے منہیات شرعیہ کا مرتکب ہے لہٰذا اسے کسی بھی طرح سے اسلامی سلطنت کا نام نہیں دیا جا سکتا۔ در اصل یہ یہودی اور نصرانی طور طریقے پر کام کر رہی ہیں اس حکومت کا شریعت سے دور دور تک کوئی رستہ اور ناطہ نہیں ہے۔ آج علماء اہل سنت نے متفقہ طور پر اعلان کیا کہ سعودی حکومت اسلامی سلطنت نہیں ہے۔ رضا اکیڈمی مطالبہ کرتی ہے کہ سعودی حکومت اپنی پرچم سے کلمہ طیبہ کو فوراً ہٹا دے اسلام کے کلمے کی بے حرمتی برداشت نہیں کی جائے گی۔ رضا اکیڈمی دنیا بھر کے تمام اسلامی ممالک سے اپیل کرتی ہے کہ وہ سفارتی طور پر سعودی حکومت سے کلمہ طیبہ، حرمین شریفین کی بے حرمتی اور ارض حجاز کے تقدس کو پامال کرنے کے جرم میں اپنے سفارتی تعلقات منقطع کرلیں اور سارے تجارتی تعلقات چھوڑ دیں۔ ہالینڈ سے تشریف لائے مفتی یورپ حضرت علامہ مفتی شفیق الرحمن صاحب نے کہا موجودہ حکومت کے شاہ سلمان نے جب سے باگ دور سنبھالی ہے تب سے خرافات کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہوگیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ سعودی حکومت صہونیوں کے اشارہ پر کام کر رہی ہے یہ نجدی حکومت جسے نہ اللہ و رسول کی پرواہ ہے اور نہ ہی خانہ کعبہ اور مدینہ منورہ کے تقدس کا پاس و لحاظ ہے اسے ہرگز اسلامی ریاست کہنا غلط ہے دراصل یہ یہودی ریاست ہے یہ یہودیوں کے اشارہ پر کام کر رہی ہے۔ ناچ گانہ، شراب، جوا، سنیما گھر ہر وہ خرافات جسے اسلام نے ناجائز و حرام قرار دیا ہے۔ شاہ سلمان وہی ناجائز و حرام کام کر رہا ہے تاکہ اس کے آقا یہود و نصاریٰ خوش ہو جائیں ویسے تو سواد اعظم اہل سنت و جماعت 1924 سے ہی اس حکومتی مخالفت کرتے آئے ہیں کیوں کہ یہ حکومت جبراً غصب کر کے بنائی گئی ہے۔ پوری دنیا کے مسلمان سعودی حکومت سے بیزار ہیں اس لئے کہ یہ حکومت اللہ و رسول کے فرمان کے مطابق عمل نہیں کر رہی ہے۔ حضرت مولانا غلام جیلانی فیضی صاحب پرنسپل دارالعلوم اہل سنت انصار العلوم دھسواں بلرام پور یوپی نے کہا سعودی حکومت کا بہت جلد خاتمہ ہوگا اور عاشقان رسول کی حکومت قائم ہوگی۔ مولانا اصغر علی جامعی صاحب نائب پرنسپل دارالعلوم اہل سنت انصار العلوم دھسواں بلرام پور یوپی نے کہا کہ سعودی حکومت اسلام کے قانون سے بغاوت کر کے زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتی اس مقدس سرزمین پر وہی ہوگا جو اللہ و رسول کا فرمان ہے۔ مولانا خلیل الرحمن نوری نے تاریخ کے حوالے سے سعودی حکومت کو غاصب اور ظالم قرار دیا اور کہا پورے دنیا کے حالات تبدیل ہو رہے ہیں بہت جلد سعودی بھی زوال پزیر ہوگا اس لئے اللہ جس قوم کو تباہ و برباد کرنا چاہتا ہے وہ قوم گناہوں میں ملوث ہو جاتی ہے اور صفحہ ہستی سے اس کا وجود ختم کر دیا جاتا ہے عنقریب سعودی کے زوال کا وقت بھی آ گیا ہے۔ مولانا ظفرالدین رضوی، مولانا امان اللہ رضا، مولانا عباس رضوی نے خطاب کیا۔ مولانا عرفان علیمی، مولانا قمر رضا اشرفی، مولانا شہزاد رضا، قاری نیاز صاحب دارالعلوم حنفیہ رضویہ قلابہ، کے علاوہ دیگر علماء و ائمہ موجود تھے۔

قرض حسن سے سودی لین دین کا حل اور علاج

(حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا بریلوی کی ایک فکر انگیز اور چشم کشا تحریر)

یوم عرس (۱۷ جمادی الاولیٰ) پر خصوصی تحریر

حجۃ الاسلام، شہزادۂ اعلیٰ حضرت، مفکر و مدبر علامہ الشاہ مفتی محمد حامد رضا خان قادری بریلوی علیہ الرحمہ نے ایک صدی قبل (۱۳۴۳ھ ۱۹۲۵ء) مرادآباد (یوپی) کی سرزمین پر "آل انڈیا سنی کانفرنس" میں جو خطبۂ صدارت پیش کیا تھا اس کی اہمیت وافادیت اور معنویت آج بھی جوں کی توں ہے۔ درحقیقت آپ نے اپنے اس عظیم الشان، بے مثال، انقلابی وانفرادی خطبۂ صدارت میں امت مسلمہ کے دینی ومذہبی، معاشی وتجارتی، سماجی ومعاشرتی، ملی وقومی کرب ومسائل کا حل تلاش کرتے ہوئے مخلصانہ انداز واسلوب میں ایک منشور ولائحۂ عمل پیش کیا تھا۔ مگر افسوس کہ ایک صدی بیت جانے کے بعد بھی امت مسلمہ آپ کے پیش کردہ ان رہنما اصول وخطوط کو اپنانے میں ناکام نظر آرہی ہے۔ اور یہ بات مبنی بر حقیقت ہے کہ ہمارے یہاں بقول حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کے "لوگ پیروں کی زبان زیادہ سمجھتے ہیں" مگر کسی مفکر ومدبر کی کامیابی اور سرخروئی سے سرفراز کرنے والی باتوں کو اتنی اہمیت نہیں دی جاتی ہے۔ امت مسلمہ آج بھی اگر اپنے قائدین ومخلصین کی باتوں پر کان دھرنا شروع کردے تو گذرے دنوں کا خسارہ برداشت کرتے ہوئے مستقبل میں اپنے تجارتی ومعاشی حالات کو بہتر بنا سکتی ہے۔ سود اسلام میں حرام قطعی ہے اور قرض دے کر نفع لینا بھی اسلام میں ناجائز ہے، یہ بات ہر مسلمان جانتا ہے۔ مگر حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ نے سود سے بچنے اور اپنے کاروبار کو بڑھانے کا ایک جائز طریقۂ کار بتاتے ہوئے "انجمن قرض حسن" کی شکل میں قوم مسلم سے دردمندانہ اپیل وگذارش کی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں کی مدد کریں اور ان کی زندگی کا سہارا بنیں تاکہ مسلمان معاشی اعتبار سے مضبوط ومستحکم ہوں اور دوسری قوموں کے درمیان ذلیل ورسوا نہ ہوں۔ حلال وجائز طریقے سے کاروبار کریں ہرگز سود لے کر غیر قوموں کا دست نگر نہ بنیں۔ لہٰذا معان نظر کے ساتھ پیش کردہ امور کو پڑھنے کی ضرورت ہے۔

سود سے کس طرح نجات حاصل کی جائے: (۱) شریعت طاہرہ کے دامنوں میں پناہ لو، اس کے احکام کی تعمیل کرو، جس میں سود کھانا بے رحمی اور خون ناحق سے زیادہ سنگ دلی ہے۔ شریعت نے اسے حرام قرار دیا ہے اسی طرح سود دینا بھی اپنے نفس اور اپنے خاندان پر ظلم اور خودکشی کا مترادف ہے، اس کو بھی ایسا ہی حرام فرمایا ہے۔

مسلمان ہوش کے ناخن لیں: اب تک اگر مسلمان اس حکم کی تعمیل نہ کرکے برباد ہوئے تو اب تو ہوش میں آئیں اور پہلی بربادیوں کا علاج یہ ہے کہ سود دینے اور سودی قرض لینے سے بچیں اور سچی توبہ کریں کہ آئندہ خواہ کچھ بھی حال ہو مگر سودی قرض نہ لیں گے۔ ہر مصیبت برداشت کریں گے مگر سود کی مصیبت سے بچیں گے۔ تمام مسلمان چھوٹے بڑے، امیر غریب سب اس کا عہد کریں، اور اگر کوئی اس کے خلاف کرے اور سودی قرض لے اس سے لین دین، میل جول ترک کر دیں۔ اس پر عمل کیا جائے تو تباہی کا سلسلہ تو ابھی منقطع ہو جائے اور آئندہ کے لیے تو اس مصیبت سے تو اطمینان ہو، اور یہ کچھ دشوار نہیں ہے۔ کیونکہ سودی قرض اسی کو ملتا ہے جو اس سے زیادہ کی جائیداد مکفول کرتا ہے۔ یا زیور، برتن وغیرہ رہن رکھتا ہے، تو جو اتنا اثاثہ رکھتا ہو وہ سودی قرض نہ لے، کچھ چیز فروخت کر ڈالے، اگر ضرورت کے وقت ارزاں بھی فروخت کی تو وہ نقصان جب بھی نہ ہوگا جو سودی طوفان سے ہوتا ہے۔ اب یہ سوال باقی رہتا ہے کہ نام ونمود اور شان وشوکت، عیش وعشرت کے لیے جو قرض لیتے ہیں انہیں تو اس سے باز رہنا آسان ہے لیکن جو آسمانی بلاؤں اور ناگہانی آفتادوں سے مجبور ہو کر لیتے ہیں گو وہ بہت کم ہی مگر وہ کیا کریں، جائیداد فوراً فروخت نہیں ہو سکتی اور مصیبت فرصت نہیں دیتی، بمجبوری قرض لینا پڑتا ہے۔ اس کا ایک جواب تو میں عرض کر چکا ہوں کہ زیور وجائیداد نکل جانے کے بعد جو کچھ وہ جب کرتے ہیں آج کریں۔

مسلمان قرض حسن دے کر ثواب کے مستحق بنیں: (۲)۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ وہ مسلمانوں سے قرض حسن لیں اور اپنا کام چلائیں۔ حاجت پوری ہونے کے بعد بتدریج یا جس طرح سہل ہو اس قرض کو ادا کر دیں ان کے احباب اور محلہ داران کی مصیبت رفع کرنے میں کافی امداد دیں اور ایک دوسرے کی دستگیری اپنے ذاتی نفع کے لیے اپنا مقصود سمجھیں۔ خود غرضی سے بچیں یہ نہایت بری خصلت ہے۔ قرض حسن (یا) اسلامی بیت المال: اب ہم اپنی اصلاح کے لیے مجبور ہیں کہ وقتی اور فوری ضرورت کے لیے کوئی ایسا ذخیرہ تیار رکھیں جو مصیبت کے وقت ہمارے کام آئے اور ہمیں قدر ضرورت قرض حسن دے سکے تاکہ ہمیں پھر کسی کافر کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی ذلت اٹھانی نہ پڑے۔

بقیہ صفحہ ۳ ☜ پر

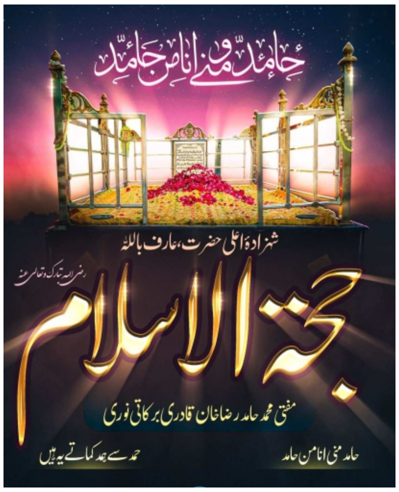

توہین رسالت کرنے کے جرم میں "شبنم شیخ" کی فوری گرفتاری کا مطالبہ

رضا اکیڈمی، پبلک کمپلینٹ سینٹر کا وفد جے جے مارگ پولیس اسٹیشن پہونچا ممبئی 22 دسمبر، حکومت اور انتظامیہ کو سمجھنا چاہئے کہ توہین رسالت ایسا جرم ہے جو کسی بھی مہذب سماج میں ناقابل قبول ہے اور اس کی سزا بہت بھیانک ہے۔ ایسے جرم کے نتیجے میں ایک فرقہ کے لوگوں کے جذبات مجروح ہوتے ہیں اور سماج میں اور ملک میں انتشار کا سبب ہے۔ پبلک کمپلینٹ سینٹر کے چیف آرگنائزر عبدالرزاق منیار صاحب نے ساؤتھ ریجن کے ایڈیشنل کمشنر جناب دلیپ ساونت صاحب کو فون کر کے رضا اکیڈمی اور پبلک کمپلینٹ سینٹر نے وقت مانگا تھا جب ڈیلی گیشن ایڈیشنل سی پی آفس پہنچا تو معلوم ہوا کے ایڈیشنل سی پی اسمبلی شروع ہونے کے سبب وہاں میٹنگ میں جا رہے ہیں۔ رضا اکیڈمی کے صدر محافظ ناموس رسالت جناب الحاج محمد سعید نوری صاحب کی قیادت میں پبلک کمپلینٹ سینٹر کے چیف آرگنائزر عبدالرزاق منیار صاحب، سابق کارپوریٹر یوسف شیخ، فیضان مفتی اعظم چیریٹیبل ٹرسٹ کے جناب عبدالرزاق منصوری جے جے مارگ پولیس کے سینئر انسپکٹر سے ملا۔ وفد نے بتایا کہ پیغمبر اسلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت بقرعید کی توہین اور علماء کرام، اور اسلام کے تہذیب اور اخلاق کے خلاف نازیبا ویڈیو بنانے اور اُسے نشر کرنے پر فیضان مفتی اعظم چیریٹیبل ٹرسٹ پھول گلی مسجد کے عبدالرزاق منصوری کی شکایت 14/12/2021 کو ایک ایف آئی آر جے جے مارگ میں رجسٹر کی گئی 10 دن گزر جانے کے بعد بھی اب تک "شبنم شیخ" کی گرفتاری نہیں کی گئی جب کی غیر ضمانتی ایکٹ میں ایف آئی آر درج ہوئی ہے جب کہ ایف آئی آر ہونے کے بعد بھی دستور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف تشدد آمیز ویڈیو بنانے کا سلسلہ جاری ہے۔ سینئر انسپکٹر نے ڈیلی گیشن کو بتایا کہ تھانہ میں دو تین قتل کے کیس ہونے کی وجہ سے دیر ہو رہی ہے اب اسمبلی سیشن شروع ہو گیا ہے وقت ملتے ہی ہم بہت جلد تمام کروائی پوری کر کے گرفتار کریں گے۔ سینئر صاحب نے مزید وضاحت کیا کہ اعلیٰ حکام کی پرمیشن لے کر جلد ہی شبنم شیخ کو گرفتار کر لیا جائے گا۔ ساؤتھ ممبئی کے ایم ایل اے جناب امین پٹیل صاحب نے بھی بذریعہ فون "شبنم شیخ" کی گرفتاری کا پُرزور مطالبہ کیا۔ محافظ ناموس رسالت جناب الحاج محمد سعید نوری صاحب نے کہا کہ اگر ایک ہفتہ میں گستاخِ رسول "شبنم شیخ" کی گرفتاری نہیں ہوئی تو تحفظ ناموس رسالت کے سربراہ حضرت مولانا معین میاں صاحب کی قیادت میں تحفظ ناموس رسالت بورڈ کا ایک وفد ممبئی کے پولیس کمشنر سے ملاقات کرے گا۔ عوامی شکایت مرکز کے عبدالرزاق منیار نے بتایا کہ صرف اسلام کے خلاف ویڈیو بنانے کا ہی معاملہ نہیں ہے بلکہ بہار کے "ایشور شرما" کی ملی بھگت سے مہاراشٹر میں ہندوؤں کے دل میں مسلمانوں کی نفرت پیدا کر کے الیکشن سے پہلے ممبئی میں دنگا فساد کروانے کی بہت بڑی سازش ہو رہی ہے اور ممبئی پولیس کو بہت گہرائی سے اس سازش کو بے نقاب کرنا ہوگا اور جو طاقتیں ممبئی میں فساد کروانا چاہتی ہے ان پر شکنجہ کسنا ہوگا۔ اگر ممبئی پولیس نے وقت رہتے ان فرقہ پرستوں کو گرفتار نہیں کیا تو عین ممکن ہے کہ یہ دیش دروہی عناصر اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں۔

عبدالرزاق منیار چیف آرگنائزر عوامی شکایت کا مرکز

ہفت روزہ
دی انڈین
مسلم ٹائمز بمبئی

اداریہ

نماز فجر کی پابندی کرنے والوں کیلئے ۱۰ بشارتیں

میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بہت بڑا بدنصیب ہی ہوگا جو ان نبوی بشارتوں کو پڑھنے یا سننے کے بعد بھی نماز فجر چھوڑ کر سوتا رہے گا!

پہلی بشارت: بروز قیامت اسے مکمل نور حاصل ہوگا۔ پیارے رسول ﷺ فرماتے ہیں: (بَشِّرِ الْمَشَّائِينَ فِي الظُّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّورِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ) رواہ أبو داود (٥٦١) وصحه الألباني في صحيح أبي داود۔ ترجمہ: تاریکیوں میں پیدل چل کر مسجد جانے والوں کو قیامت کے دن مکمل نور کی بشارت دے دو۔

دوسری بشارت: فجر کی سنت موکدہ دنیا و مافیہا سے افضل اور بہتر ہے تو پھر فجر کی فرض نماز کی کیا فضیلت ہوگی! پیارے رسول ﷺ فرماتے ہیں: (رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا) رواہ مسلم (٧٢٥) ترجمہ: فجر کی دونوں رکعتیں یعنی سنت دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔

تیسری بشارت: مسجد کی طرف زیادہ قدم چل کر آنے سے زیادہ نیکیوں کا حصول: پیارے رسول ﷺ فرماتے ہیں: جو جو بندہ اپنے گھر سے مسجد کے لیے نکلتا ہے تو اس کے ہر ایک قدم پر دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور مسجد میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرنے والا گویا مسلسل نماز پڑھ رہا ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے گھر کو لوٹ جائے۔ (مسند أحمد ١٧٤٥٩)

چوتھی بشارت: نماز فجر میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: (أَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلَىٰ غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ ۖ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا (٧٨) نماز کو قائم کریں آفتاب کے ڈھلنے سے لے کر رات کی تاریکی تک اور فجر کا قرآن پڑھنا بھی یقیناً فجر کے وقت کا قرآن پڑھنا حاضر کیا گیا ہے۔ (سورۃ الاسراء: ٧٨)

پانچویں بشارت: جہنم سے نجات۔ پیارے رسول ﷺ فرماتے ہیں: لَن يلجَ النَّار أحدٌ صلَّى قبلَ طُلوعِ الشَّمس وقبلَ غُروبِها يعني الفجرَ، والعصرَ. ترجمہ: وہ شخص ہرگز جہنم میں نہیں جائے گا جو طلوع آفتاب سے پہلے اور غروب آفتاب سے پہلے نماز پڑھے یعنی فجر اور عصر کی نماز۔ (صحیح مسلم ٦٣٤)

چھٹی بشارت: اللہ تعالی کا دیدار۔ جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے آپ ﷺ نے چاند کی طرف نظر اٹھائی جو چودھویں رات کا تھا۔ پھر فرمایا کہ تم لوگ بے ٹوک اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھ رہے ہو (اسے دیکھنے میں تم کو کسی قسم کی بھی مزاحمت نہ ہوگی) یا یہ فرمایا کہ تمہیں اس کے دیدار میں مطلق شبہ نہ ہوگا اس لیے اگر تم سے سورج کے طلوع اور غروب سے پہلے (فجر اور عصر) کی نمازوں کے پڑھنے میں کوتاہی نہ ہو سکے تو ایسا ضرور کرو۔ (صحیح البخاری ٥٧٣ ومسلم ١٨٢)

ساتویں بشارت: پوری رات تہجد کا ثواب۔ پیارے رسول ﷺ فرماتے ہیں: جس نے عشاء کی نماز با جماعت ادا کی تو گویا اس نے آدھی رات قیام کیا اور جس نے صبح کی نماز با جماعت ادا کی تو گویا اس نے پوری رات تہجد پڑھی۔ (مسلم ٦٥٦)

آٹھویں بشارت: فرشتوں کی دعا۔ پیارے رسول ﷺ فرماتے ہیں: جو شخص نماز فجر پڑھنے کے بعد اپنی جائے نماز پر بیٹھا رہے تو فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں اور فرشتوں کی دعا یہ ہوتی ہے: اے اللہ! اس بندے کی مغفرت فرما. اے اللہ! اس بندے پر رحم فرما۔ (مسند أحمد ١٢٥١)

نویں بشارت: مکمل حج اور عمرے کا ثواب۔ پیارے رسول ﷺ فرماتے ہیں: مَنْ صَلَّى الْغَدَاةَ فِي جَمَاعَةٍ ثُمَّ قَعَدَ يَذْكُرُ اللَّهَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ كَانَتْ لَهُ كَأَجْرِ حَجَّةٍ وَعُمْرَةٍ، تَامَّةٍ تَامَّةٍ تَامَّةٍ) رواہ الترمذی (٥٨٦) ترجمہ: جو شخص فجر کی نماز با جماعت ادا کرنے کے بعد طلوع آفتاب تک بیٹھ کر اللہ کا ذکر واذکار کرتا رہے پھر دو رکعت نماز ادا کرے تو اسے پورا پورا حج اور عمرے کا ثواب اب حاصل ہوگا۔

دسویں بشارت: نماز فجر آفات و مصائب سے حفاظت کی ضامن ہے۔ پیارے رسول ﷺ فرماتے ہیں: (مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللَّهِ، فَلَا يَطْلُبَنَّكُمُ اللَّهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ فَيُدْرِكَهُ فَيَكُبَّهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ) ترجمہ: جو صبح کی نماز ادا کر لے تو وہ اللہ کے حفظ و امان میں آجاتا ہے۔ (صحیح مسلم ٦٥٧)

جس نے میرے صحابہ کو گالی دی وہ لعنتی ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "لعن اللہ مَن سبّ أصحابي" یعنی جس نے میرے صحابہ کو گالی دی، اس پر اللہ تعالی لعنت کرے۔ (شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ ۲ / ۴۹۰)

پتا چلا کہ اللہ تعالی کی لعنت صرف اہل بیت کے گستاخوں پر ہی نہیں، بلکہ صحابہ کرام کے گستاخوں پر بھی برستی ہے۔ لہٰذا تفضیلی ٹولے کو چاہیے کہ ایسی روایات کو بھی بیان کیا کریں، تاکہ عوام الناس کو پتا چل سکے کہ آل و اصحاب دونوں کا دشمن لعنتی ہے

حقوق اولاد

اللہ تبارک وتعالی نے انسان کو بے شمار نعمتوں سے نوازا۔ انہیں میں سے ایک انمول نعمت اولاد بھی ہے۔ عام طور سے علما، مقررین، قلمکار اور بڑے بزرگ ماضی بعید سے تا عصر حاضر حقوق والدین، پڑوسیوں کے حقوق، میاں بیوی کے حقوق جیسے موضوعات پر بولتے اور لکھتے چلے آرہے ہیں۔ مگر والدین پر اولاد کے کیا کیا حقوق ہیں یہ کوئی نہیں بیان کرتا۔ اگر کوئی بیان کرتا یا لکھتا بھی ہے تو ساری باتیں تربیت کے ارد گرد ہی منڈلاتی ہوئی دم توڑ دیتی ہیں۔ یہ کوئی نہیں بتاتا کہ بچوں کے ساتھ کیسے پیش آنا ہے، جن احادیث مبارکہ میں چھوٹوں پر شفقت کا حکم ہے ان میں اولاد بھی داخل ہیں۔ ہمارے نوجوانوں کو یہ کوئی نہیں بتاتا کہ بچے کی پیدائش سے قبل والدین پر کیا فرائض عائد ہوتے ہیں اور کیا پیدائش کے بعد۔ جب کہ ہونا تو یہ چاہیے کہ جس پر پہلے ذمہ داری عائد ہوتی ہے اس کو پہلے ذمہ داری سے آگاہ کیا جائے پھر اس کو جس پر بعد میں عائد ہوتی ہے۔ مگر یہاں معاملہ بالکل برعکس ہے، اگر برعکس بھی ہوتا تو معاشرے کی بے راہ روی میں کچھ کمی کا امکان تھا لیکن ایسا بھی نہیں ہوتا۔ صرف بچوں کو والدین اور بزرگوں کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین کی جاتی ہے اور بڑے بوڑھوں کو اپنے فرائض سے آزادی کا پروانہ تھما دیا جاتا ہے۔ اسی توازن کے برقرار نہ رہنے کی وجہ سے والدین اور اولاد کے درمیان کی خلاء دن بدن بڑھتے جا رہا ہے، بچے نافرمانی پر آتے ہیں، جنہیں بڑھاپے کا سہارا بننا تھا وہی کمر توڑنے کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ اور نتیجے میں کف افسوس ملنے کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

آیئے جانتے ہیں وہ کون کون سے حقوق ہیں جو والدین پر عائد ہوتے ہیں، جن پر عمل پیرا ہونے سے ایک صالح معاشرہ وجود میں آسکتا ہے۔ اولاد کے حقوق میں سب سے پہلے آتا ہے کہ اس کے لیے اچھے، نیک اور صوم و صلاۃ کے پابند والدین کا انتخاب کیا جائے یعنی مرد جب نکاح کرے تو ایسی عورت تلاش کرے جو صوم و صلوٰۃ کی پابند اور نیک سیرت ہو تاکہ اس کے بچوں کی پرورش اچھی طرح ہو سکے۔ آقا ﷺ نے فرمایا: عورت سے چار چیزوں کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے (۱) اس کے مال کی وجہ سے (۲) اس کی خاندانی شرافت کی وجہ سے (۳) اس کی خوبصورتی کی وجہ سے (۴) اور اس کی دینداری کی وجہ سے، اور تم دینداری کو اختیار کرو تمہیں بے نیاز کردے گی۔ اسی طرح عورت پر بھی لازم وضروری ہے کہ نکاح کے لیے نیک، متقی اور پرہیز گار مرد کا انتخاب کرے۔ دوسرا حق یہ ہے کہ نیک سیرت کے ساتھ ساتھ نیک صورت بھی ہوں کہ بچہ والدین پر جاتا ہے۔ تیسرا حق یہ ہے کہ جماع کی ابتدا بسم اللہ سے کرے ورنہ بچے میں شیطان شریک ہوجاتا ہے۔ چوتھا حق یہ ہے کہ وقت جماع عورت کی شرگاہ کی طرف نظر نہ کرے کہ بچے کا اندھا ہونے کا اندیشہ ہے۔ پانچواں حق یہ ہے کہ زیادہ باتیں نہ کرے، اس سے بچہ کا گونگا یا توتلا ہونے کا خطرہ ہے۔ چھٹا حق یہ ہے کہ بالکل برہنہ ہو کر جانوروں کی طرح جماع نہ کیا جائے کہ اس سے بچہ کا بے حیا ہونے کا امکان ہے۔ ساتواں حق یہ ہے کہ جب عورت حاملہ ہو تو اپنی اور اپنے بچے کی حفاظت کرے، ایسی غذائیں نہ لے جس سے بچے کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو، اور نماز و تلاوت میں کثرت کرے کہ اس کا اثر بچے پر پڑتا ہے۔ آٹھواں حق یہ ہے کہ جب بچہ پیدا ہو تو فوراً سیدھے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہے تاکہ بچہ شیطان کے خلل اور ام الصبیان سے محفوظ رہے۔ نواں حق یہ ہے کہ کوئی میٹھی چیز چبا کر منہ میں ڈالے کہ حلاوت اخلاق کی فال حسن ہے۔ دسواں حق یہ ہے کہ ساتویں یا چودھویں یا اکیسویں دن عقیقہ کرے لڑکی کے لیے ایک اور لڑکے کے لیے دو کہ اس میں گویا بچے کو رہن سے چھڑانا ہے۔ گیارھواں حق یہ ہے کہ سر کے بال اتروائے اور بالوں کے برابر چاندی تول کر خیرات کرے۔ بارہواں حق یہ ہے کہ سر پر زعفران لگائے۔ تیرہواں حق یہ ہے کہ نام رکھے یہاں تک کہ کچے بچے کا بھی جو کم دنوں میں گر جائے ورنہ اللہ تعالیٰ کے حضور شاکی ہوگا۔ چودھواں حق یہ ہے کہ برا نام نہ رکھے اور نہ ہی پیار سے چھوٹے القاب یا بے قدر نام رکھے بلکہ اچھے یا انبیاء و اولیاء کے نام پر نام رکھے کہ موجب برکت ہے خصوصاً عبداللہ و عبدالرحمن جیسا کہ روایت میں موجود ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی کے یہاں سب سے پسندیدہ نام عبداللہ اور عبدالرحمن ہے۔ یا محمد یا احمد نام رکھے تاکہ ان ناموں کی برکت دنیا و آخرت میں کام آئے۔ پندرہواں حق یہ ہے کہ جب محمد نام رکھے تو اس کی تعظیم کرے، مجلس میں اس کے لیے جگہ چھوڑے، مارنے اور برا کہنے میں احتیاط برتے۔ سولھواں حق یہ ہے کہ ماں یا شریف القوم دایہ سے دو سال دودھ پلوائے۔ سترھواں حق یہ ہے کہ بچے کا نان و نفقہ اور اس کی حاجت کے سارے سامان مہیا کرنا اور اس کی حفاظت کرنا بھی خود باپ واجب ہے۔ اٹھارواں حق یہ ہے کہ حلال رزق سے بچے کی پرورش کرے کیوں کہ ناپاک روزی سے ناپاک عادتیں ہی پیدا ہوتی ہیں۔ انیسواں حق یہ ہے کہ ان کے ساتھ ہنسنے، کھیلنے اور دل بہلنے کی باتیں کرے۔ بیسواں حق یہ ہے کہ بہلانے کے لیے جھوٹا وعدہ نہ کرے، بلکہ بچے سے بھی وہی وعدہ جائز ہے جس کو پورا کرنے کا قصد ہو۔ اکیسواں حق یہ ہے کہ اپنے چند بچے ہوں تو جو چیز دے سب کو برابر و یکساں دے ایک کو دوسرے پر ترجیح نہ دے۔ بائسواں حق یہ ہے کہ زبان کھلتے ہی اللہ اللہ پھر پورا کلمہ لا الہ الا اللہ سکھائے۔ تیئسواں حق یہ ہے کہ جب تمیز آئے تو کھانے، پینے، ہنسنے، بولنے اٹھنے، بیٹھنے، چلنے پھرنے وغیرہ کے آداب سکھائے۔ چوبیسواں حق یہ ہے کہ قرآن مجید پڑھنا سکھائے۔ پچیسواں حق یہ ہے کہ بعد ختم قرآن ہمیشہ تلاوت کی تاکید کرے۔ چھبیسواں حق یہ ہے کہ نیک، صالح، متقی اور صحیح العقیدہ استاد منتخب کرے۔ ستائسواں حق یہ ہے کہ عقائد اسلام وسنت اور فقہ کے ضروری مسائل سے روشناس کرائے اور اس پر عمل کرنے کی تاکید کرے۔ اٹھائیسواں حق یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ اور دیگر انبیا و اولیاء کی محبت و تعظیم ان کے دل میں ڈالے کہ یہی اصل ایمان وزیور ایمان ہے۔ انتیسواں حق یہ ہے کہ پڑھانے سکھانے میں رفق ونرمی کو ملحوظ خاطر رکھے، مارے تو منہ پر نہ مارے۔ موقع محل کے اعتبار سے چشم پوشی، تنبیہ و تہدید کرے مگر غلط زبان استعمال نہ کرے کہ اس سے اور فساد کا اندیشہ ہے۔ تیسواں حق یہ ہے کہ زمانہ تعلیم میں ایک وقت کھیلنے کا بھی دے کہ طبیعت میں نشاط وچستی پیدا ہو، مگر بری صحبت میں ہرگز بیٹھنے نہ دے کہ صحبت بد مار بد سے بدتر ہے۔ اکتیسواں حق یہ ہے کہ جب سات برس کا ہوجائے تو زبانی نماز کی تاکید کرے، اور جب دس برس کو پہنچے تو مار کر پڑھوائے، مگر منہ پر نہ مارے نیز اس عمر سے اپنے یا کسی کے ساتھ نہ سلائے۔ بتیسواں حق یہ ہے کہ جب جوان ہو جائے تو شادی کردے، اس میں بھی وہی رعایت قوم و دین، سیرت وصورت ملحوظ رکھے۔ تینتیسواں حق یہ ہے کہ مرنے کے بعد بھی ان کی فکر کرے یعنی میراث سے محروم نہ کرے، کم سے کم دو تہائی مال چھوڑے۔

یہ وہ حقوق ہیں جو والدین پر عائد ہوتے ہیں، جن پر عمل کرنے سے ہماری اور ہمارے بچوں کی دنیا و آخرت دونوں سنور جائیں گی اور ایک صالح و پاکیزہ معاشرہ وجود میں آئے گا۔ ان میں بعض وہ ہیں جن کا کرنا واجب ہے اور ترک پر آخرت میں مواخذہ بھی ہوگا، لیکن دنیا میں بیٹے کو یہ حق نہیں کہ ان کے ترک پر والدین سے مطالبہ اور جبر کرے سوائے چند کے۔ اور اکثر مستحبات ہیں جن کے ترک پر کوئی مواخذہ نہیں۔ لیکن اگر ہم چاہتے ہیں کہ ایک اچھا اور صالح معاشرہ وجود میں آئے اور ہم ترک واجب سے بچیں تو ضروری ہے کہ مستحبات پر بھی اتنی سختی سے عمل کریں کہ واجبات چھوٹنے نہ پائے۔

از: ساغر جمیل رشک مرکزی

ایمان کی حفاظت ضروری کیوں؟

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہم انسانوں کو بے شمار انعامات و احسانات سے نوازا، اس نے ہمیں اتنی نعمتیں عطا فرمائی کہ اگر ہم ان نعمتوں کو شمار کرنا چاہیں تو ہرگز شمار نہیں کر سکتے، قدم قدم پر اس کی نعمتیں بارش کی طرح ہم پر اتر رہی ہیں لیکن ان نعمتوں میں جو سب سے بڑی نعمت اللہ سبحانہ نے ہمیں مرحمت فرمائی وہ ایمان کی نعمت ہے، بلاشبہ ایمان بنی آدم کا وہ قیمتی سرمایہ اور اثاثہ ہے کہ جس کے ذریعہ وہ اپنے خالق حقیقی اور اپنے پروردگار کی معرفت حاصل کرتا ہے۔ ایمان انسان کی سب سے انمول نعمت اور قیمتی دولت ہے کہ جس کی وجہ سے وہ اپنے معبود حقیقی کی بندگی کرتا ہے، یہ وہ دولت ہے جو انسان کے لئے دنیا میں تمام تر کامیابی و کامرانی کا ذریعہ اور آخرت میں نجات اور بخشش کے فیصلے کا معیار ہے جیسا کہ خالق کائنات نے فرمایا مراد کو پہنچے ایمان والے۔ (سورۃ المومنون ۲۳/۱)

مذکورہ بالا سطور سے ایمان کی اہمیت واضح ہوتی ہے کہ ایمان انسان کے لئے کس قدر اہمیت کا حامل ہے، اس لیے ہر وہ شخص جسے کلمہ طیبہ پڑھنے کی توفیق ملی، جسے اللہ تعالی کی جانب سے پیدائشی یا اختیاری طور پر اسلام و ایمان کی بے بہا اور انمول نعمت عطا ہوئی اس پر لازم وضروری ہے کہ وہ اس قیمتی اور انمول نعمت کی حفاظت کرے کیونکہ جو شئی جتنی زیادہ اہمیت کی حامل ہوتی ہے اس کی حفاظت اسی قدر اہم ہوتی ہے۔ جیسے مال و دولت انسان کی دنیاوی زندگی میں بہت اہمیت رکھتے ہیں، اسلئے انسان ہر طرح سے اس کی حفاظت کرتا ہے اسے ضائع ہونے سے بچاتا ہے، مال کی چوری یا ہلاک ہوجانے کے خوف سے ہمیشہ فکرمند رہتا ہے،

ایسے ہی ایک مسلمان کا سب سے قیمتی سرمایہ ایمان ہے تو اسے چاہیے کہ اس نعمت کی قدر کرے اس کی حفاظت کرے اور ایسے کاموں سے بچے جس سے یہ عظیم نعمت چھن جانے کا اندیشہ ہو کیونکہ اگر ہم اس کی حفاظت نا کر سکے تو ہم سے بڑا نا کام و نامراد کوئی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارا ایمان سلامت رکھے۔

محمد نعیم فیضی البرکات علی گڑھ

ہفت روزہ
دی انڈین مسلم ٹائمز بمبئی

جلد نمبر 26، شمارہ نمبر 29

پرنٹر پبلیشر ایڈیٹر عبد الکریم

بھارت لیتھو پریس فارس روڈ ممبئی ۸ سے چھپوا کر ۵۲/ڈونٹاڈ اسٹریٹ ممبئی 9 سے شائع کیا۔

سالانہ ممبر شپ
۲۰۰/روپیے

مالک: عبد الغفار رضوی

ٹیلی فون: 022-23454585

گھر بیٹھے
ہفتہ روزہ مسلم ٹائمز
منگوایئے صرف اور صرف
سالانہ فیس
200
روپے
آپ کا محبوب اخبار آپ کے ہاتھ میں

مسلم ٹائمز کے خریدار بنیئے

ہفت روزہ مسلم ٹائمز جو مسلسل کئی سال سے کام یابی کے ساتھ شائع ہو رہا ہے اور قارئین سے داد و تحسین وصول کر رہا ہے۔ جس میں مذہبی، ملی، ملکی خبریں و مضامین شائع کیے جاتے ہیں۔ مسلم ٹائمز اخبار کے ممبر بنئے اور اپنی معلومات میں اضافہ کیجیے۔ آج ہی مسلم ٹائمز کے دفتر سے رابطہ قائم کریں۔

سالانہ فیس 200 روپے

پتہ: دی انڈین مسلم ٹائمز، ۵۲، ڈونٹاڈ اسٹریٹ، کھڑک ممبئی۔ ۹، فون: 022-23454585

زوال امت کے اسباب اوران کا حل

غلام علی نظامی فیضی البرکات علی گڑھ

دور حاضر میں امت مسلمہ جس دور انحطاط سے گزر رہی ہے اسلامی تاریخ میں کہیں اس کی مثال نہیں ملتی آج قوم مسلم دینی سماجی معاشی انفرادی اور اجتماعی ہرزاویے سے زبوں حالی کا شکار ہے بین الاقوامی اور ملکی سطح پر اس کے خلاف سازشوں کا ایک لامتناہی سلسلہ ہے دنیا کے سامنے اسلام اور مسلمانوں کی شبیہ خراب کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔اور یہ باور کرایا جارہا ہے کہ دنیا کے تمام مسائل کی جڑ اسلام اور مسلمان ہیں۔

ایسے نازک حالات میں قوم کا درد رکھنے والے ہر فرد کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر کیا سبب ہے جو اتنی شاندار تاریخ رکھنے والی قوم اور خیر امت کے لقب سے شرفیاب ہونے والی امت اس درجہ تنزولی اور زبوں حالی کا شکار ہے تو اس کے مختلف اسباب ہیں جن میں سے چند اہم اسباب کو ذیل میں بیان کیا جارہا ہے۔

(۱) ایمان کی کمزوری۔ مسلمانوں کی پسماندگی کا ایک اہم سبب ایمان کی کمزوری ہے کیونکہ موجودہ دور میں مسلمان صحیح معنوں میں مسلمان نہ رہی اگر صحیح معنوں میں مسلمان ہوتے تو اس قدر پستی میں نہ ہوتے بلکہ عروج وارتقا اور فتح وکامرانی ان کا مقدر ہوتی جیسا کہ اللہ تبارک وتعالی کا وعدہ ہی۔ سستی نہ کرو اور نہ غم کھاؤ تم ہی غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو۔

تاریخ شاہد ہے کہ جب تک مسلمان صحیح معنوں میں مسلمان تھے اور دینی تعلیمات پر عمل پیرا تھے تو انہوں نے ہر چہار جانب فتح وکامرانی کے جھنڈے گاڑے روم اور فارس کی عظیم سلطنتوں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کردیا اور قیصر وکسریٰ کے غرور اور تکبر کو خاک میں ملا دیا مختصر ہونے کے باوجود ان کی سطوت وہیبت پوری دنیا پر قائم رہی۔لیکن افسوس صد افسوس آج مسلمان کثرت کے باوجود ذلت ورسوائی کا سامنا کررہے ہیں اور تنزلی وانحطاط کا شکار ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنے ایمان میں کامل نہیں ہیں۔

(۲) تعلیم سے دوری۔ کسی بھی قوم کا عروج و زوال تعلیم پر منحصر ہوتا ہے نہ کہ افراد کی قلت وکثرت پر آج بعض قومیں جن کی تعداد قلیل ترین ہے لیکن تعلیم کی بنا پر پوری دنیا پر چھا رہی ہیں جبکہ قوم مسلم جو کہ دنیا کی سب سے زیادہ آبادی والی دوسری قوم ہے اس کے باوجود تنزلی کا شکار ہے،تو تعلیم میں کمزور ہونے کی وجہ سے۔ ماضی میں جھانک کر دیکھا جائے تو یہی قوم جب تعلیم یافتہ تھی تمام علوم وفنون میں ماہر تھی تو ہر طرف اس کا بول بالا تھا اس کا اقبال بلند وبرتر تھا اور پوری دنیا میں اس کا رعب ودبدبہ قائم تھا لیکن جوں ہی اس نے تعلیم سے منہ پھیرا عروج وارتقاء کے آسمان سے پستی کے گہرے غار میں گرگئی اور اس کی شان وشوکت خاک میں مل گئی۔

دور حاضر میں مسلمانوں کی تعلیمی پسماندگی کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ 57 آزاد اور خودمختار اسلامی ممالک ہیں جن کی مجموعی آبادی تقریبا سوا رب ہے اس آبادی کا تقریبا40 فیصد حصہ ان پڑھ ہے سائنس اور ٹیکنالوجی کے شعبوں میں ان اسلامی ممالک کی مجموعی اور افرادی قوت صرف 80 لاکھ کے قریب ہے جو کہ ان شعبوں میں مصروف عالمی آبادی کا تقریبا چار فیصد ہے دنیا بھر میں ہر سال ایک لاکھ سے زائد سائنسی کتب اور بیس لاکھ سے زائد سائنسی مقالات شائع ہوتے ہیں جب کہ اسلامی ممالک سے شائع ہونے والی سائنسی اور تحقیقی کتب اور مقالات کی سالانہ تعداد ایک ہزار سے بھی کم ہے۔

(۳) اتحاد کا فقدان۔ کسی بھی قوم کی ترقی وکامرانی اس کے افراد کے باہمی اتحاد پر منحصر ہوتی ہے۔اللہ اور اس کے رسول نے بار بار مسلمانوں کو متحد رہنے کی ہدایت کی ہے اور اختلاف وانتشار سے بچنے کی تلقین کی ہے۔جیسا کہ اللہ تبارک وتعالی نے فرمایا"اور اللہ کی رسی کو مضبوط تھام لو سب مل کر اور آپس میں پھوٹ نہ جانا"(فرقوں میں نہ بٹ جانا)۔ایک دوسری جگہ پر تفریق عباسی کے انجام سے بھی آگاہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا"اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور آپس میں جھگڑو نہیں کہ پھر بزدلی کرو گے اور تمہاری بندھی ہوئی ہوا جاتی رہے گی اور صبر کرو بے شک اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے"

اس سلسلے میں متعدد احادیث بھی مروی ہیں ایک حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ایک مومن دوسرے مومن کے لئے اس عمارت کے مانند ہے جس کا بعض حصہ بعض کو مضبوط کرتا ہے (صحیحین)۔ان تمام ہدایات کے باوجود قوم مسلم تفرقہ بازی اور اختلافات وانتشار کا شکار ہوگئی جس کے نتیجے میں اس کی طاقت وقوت ماند پڑگئی اور دنیا کی سب سے طاقتور قوم ہو کر بھی بے بس اور کمزور ہوگئی۔

(۴) دنیا کی محبت اور موت کا خوف۔ دنیا کی محبت نے ہمیں دین سے غافل کردیا مقصد حیات بھلا دیا اور موت کا ڈر دل میں پیدا کر دیا۔حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا قریب ہے کہ دیگر قومیں تم پر ٹوٹ پڑنے کے لیے ایک دوسرے کو اس طرح دعوت دیں گی جیسے لوگ کھانے پر ایک دوسرے کو دعوت دیتے ہیں کسی نے پوچھا کیا ہم اس وقت تعداد میں کم ہوں گے؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ تم اس وقت بہت ہوگے لیکن تم سیلاب میں بہنے والے جھاگ اور کوڑے کرکٹ کے مانند ہو گے(یعنی تمہارا کوئی وزن نہ ہوگا)۔اللہ تعالی تمہارے دشمن کے سینوں سے تمہارا خوف نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں وہن ڈال دے گا کسی نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ وہن کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا یہ دنیا کی محبت اور موت کا ڈر ہے(ابوداود شریف)

شام مصر لبنان عراق فلسطین اور برما وغیرہ کے حالات سے اس بات کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان پاک پورے طور پر صادق آرہا ہے ایسا نہیں کہ ہم کمزور ہیں یا ہماری تعداد کم ہے بلکہ ہمارے اندر دنیا کی محبت پیدا ہوگئی جس نے دین سے غافل کردیا اور کثرت کے باوجود ہماری طاقت ختم ہوگئی اور ہم ریزہ ریزہ ہوگئے۔

(۵) اخلاقی قدروں کا زوال۔ جو قوم اخلاق کے اونچے درجے پر فائز ہوتی ہے وہ دنیا میں بھی اپنا اونچا مقام رکھتی ہے، کیوں کہ خوشحالی اور تنزلی کا دارومدار اس کیا خلاقی اقدار پر منحصر ہوتا ہے۔قوموں کی تاریخ پر نظر رکھنے والے عظیم مورخ ابن خلدون اسی نقطہ نظر کی تائید کرتے ہوئے اپنی شہرہ آفاق کتاب مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ دنیا میں عروج وترقی حاصل کرنے والی قوم ہمیشہ اچھے اخلاق کی مالک ہوتی ہے جبکہ برے اخلاق کی حامل قوم زوال پذیر ہوجاتی ہے۔

ابن خلدون نے جو بات کہی ہے آج کے حقائق بھی اسے بالکل درست ثابت کررہے ہیں چنانچہ ہمارا مشاہدہ ہے کہ عصر حاضر میں جو اقوام عروج وترقی میں سب سے آگے ہیں وہ اخلاقی اقدار کی پابندی میں بھی مثالی رویے کا مظاہرہ کررہی ہیں جبکہ قومی مسلم جو ترقی کے دور میں سب سے پیچھے ہے وہ اخلاقی اقدار کی پابندی کے معاملے میں بھی بدترین انحطاط کا شکار ہے۔حالانکہ کی اسلام نے ہی سب سے زیادہ اخلاق کی تعلیم دی ہے۔

اسباب کا حل اگر امت مسلمہ دوبارہ اپنی عظمت رفتہ بحال کرنا چاہتی ہے اور ذلت ورسوائی کی پستیوں سے نکل کر شاہراہ ترقی پر گامزن ہونے کی خواہش مند، اور ساتھ ہی ساتھ دشمنوں سے نمٹنے ان کے ظلم کا خاتمہ کرنے اور ان پر اپنا رعب ودبدبہ قائم کرنے کی خواہاں ہے تو اسے مذکورہ بالا کمزوریوں کی اصلاح کرنی ہوگی اور مندرجہ ذیل امور پر سنجیدگی سے عمل کرنا ہوگا۔

(۱) ایمان کو مضبوط اور مستحکم بنانا ہوگا۔(۲) اپنے آپسی اختلافات کو پس پشت ڈال کر نصرت دین اور قوم کی فلاح وبہبود کے لئے متحد ہونا ہوگا جیسا کہ ڈاکٹر اقبال نے کہا ہے:۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاک کاشغر

(۳) دنیا کی محبت اور موت کا ڈر اپنے دلوں سے نکال پھینکنا ہوگا۔(۴) اخلاق ومروت کے اعلی درجے پر فائز ہونا ہوگا۔(۵) سب سے اہم اور بنیادی بات یہ کہ ان تمام امور سے پہلے تعلیمی میدان میں آگے بڑھنا ہوگا۔کیونکہ وہ علم ہی ہے جس کے ذریعہ اچھائی اور برائی کے مابین امتیاز کیا جاسکتا ہے اور قوم کی تنزلی وپسماندگی کے اسباب پر آگئی حاصل کر کے ان کی اصلاح کی جاسکتی ہے۔

قرآن کریم بھی ہمیں اسی نقطہ نظر کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ پہلے علم حاصل کیا جائے پھر معاشرے کی برائیوں کا مقابلہ کیا جائے، کیونکہ قرآن میں سب سے پہلے نازل ہونے والی آیت میں پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے حالانکہ اس کا پس منظر دیکھیں اور اسلام سے قبل عرب معاشرے کا جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت سرزمین عرب کی حالت انتہائی ناگفتہ بہ تھی۔دین ابراہیمی کی جگہ شرک اور بت پرستی نے لے لی تھی قبائلی عصبیت اور نسلی تفاخر ان کے اندر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا چھوٹی چھوٹی باتوں پر تلواریں نکل آتی اور پھر سالہاسال لڑائیاں جاری رہتیں، انتقام لینا زندگی کا مقصد بن جاتا، جھوٹ چوری دھوکا فریب، خودغرضی، مفاد پرستی زنا شراب نوشی اور جوا وغیرہ ہر طرح کی برائیاں زوروں پر تھیں۔بیٹیوں کو زندہ دفن کردیا جاتا، بیواؤں کے ساتھ وحشیانہ سلوک کیا جاتا تھا،یتیموں کے حقوق کی پامالی کی جاتی تھی الغرض اس وقت پورا عرب کفر وشرک کے دلدل میں پھنسا ہوا تھا اور تمام طرح کی برائیوں کا مجسمہ بنا ہوا تھا۔

ایسی نازک حالت میں بظاہر صورتحال اس بات کی متقاضی تھی کہ سب سے پہلے جو آیت نازل ہو وہ اللہ کی وحدانیت اور رسول کی رسالت کے بارے میں ہو،کفر وشرک اور بت پرستی پر پابندی عائد کرنے سے متعلق ہو،بچیوں کو زندہ دفن کرنے کی مذمت کے سلسلے میں ہو،بیواؤں پر ہورہے ظلم وزیادتی کے خلاف ہو، یتیموں پر دست شفقت پھیرنیکی ترغیب دلاتی ہو، غرضیکہ بظاہر وقت کا تقاضا تو یہ تھا کہ پہلی آیت میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم دیا جاتا مگر ایسا نہیں ہوا،رب حکیم نے پہلی آیت میں پڑھنے کا حکم دے کر گویا کہ ہمیں یہ درس دے دیا کہ جہاں بہت ساری برائیاں جنم لے چکی ہوں جس کے باعث پورے معاشرے کا نظام درہم برہم ہوگیا ہو تو اس معاشرے کو چاہیے کہ پہلے خود کو زیور علم سے آراستہ کرے پھر معاشرے کی برائیوں کا مقابلہ کرے تبھی ان کا خاتمہ کرسکتا ہے اور پستی وپسماندگی سے نکل کر شاہراہ ترقی پر گامزن ہوسکتا ہے۔

لہٰذا قوم مسلم کو چاہیے کہ پہلے علم حاصل کرے پھر اس علم کے ذریعہ اپنے معاشرے کی برائیوں کا خاتمہ کرے اس طرح وہ پھر اپنا کھویا ہوا وقار حاصل کرسکتی ہے۔

بقیہ: قرض حسن سے سودی۔

ذلت سے بچنے کی تدابیر: اس کی چند تدبیریں ہیں۔ایک یہ کہ ہم ذخیرۂ قرض حسن جمع کریں اور اس کا طریقہ یہ ہے۔(۱) ہر باکار اور خوش حال شخص جو کسی طرح اپنی بسر اوقات کرلیتا ہے اگر وہ صاحب اولاد ہے تو اپنی اولاد سے ایک لڑکا زیادہ فرض کرلے اور اگر صاحب اولاد نہیں ہے تو فرض کرے کہ اس کے ایک فرزند ہے اور روزانہ وہ اپنے اس فرضی فرزند کے نام سے حسب حیثیت دو آنے، چار آنے، پیسہ دو پیسہ جیسی گنجائش ہو ایک مقفل صندوقچہ میں ڈال دیا کرے۔ چاہے مقدار کم ہو مگر ترک نہ ہو، ناغہ نہ ہو۔یہ عمل روزمرہ جاری رہے۔مگر صاحب اولاد جس قدر اپنی اولاد کا دیتا ہے اس سے کم اس صندوقچہ میں نہ ڈالے۔اس طرح ایک قصبہ میں بیس ہزار مسلمان ہیں اور ان میں بوڑھے بچے، بیکار نادار، چھوڑ کر کم سے کم چھ ہزار مان لے جائیں اور فرض کیا جائے کہ ادنی درجہ ایک پیسہ یومیہ اس ذخیرہ کے لئے جمع کرتے ہیں تو قریب چورانوے روپے یومیہ جمع ہونے لگیں، اور ایک ماہ میں دو ہزار آٹھ سو بیس، اور چھ مہینے میں سولہ ہزار نو سو بیس روپے ایک معمولی قصبہ میں جمع ہوجائیں اور نہ کچھ دشواری ہو نہ بار۔یہ تو اس صورت میں ہے جبکہ صرف ایک پیسہ یومیہ فرض کیا جائے اور حسب حیثیت جمع کیا گیا تو انشاء اللہ تعالی بہت زیادہ ہوگا اور یہ مقدار بھی اس قابل ہے کہ فوری اور وقتی مجبوریوں کے لیے مسلمان سودی قرض سے بچ سکیں۔اگر اس تدبیر پر عمل کیجئے تو آپ چھ مہینے میں اس قابل ہو سکتے ہیں کہ آپ کا کوئی بھی بھائی مہاجن کے سامنے ہاتھ پھیلانے کے لیے مجبور نہ ہو۔(۲)۔شادی بیاہ، تقریبات، مہمانوں کے ورود، عیدیں، شب برات، محرم، اعراس وغیرہ کے موقعوں پر جہاں آپ کو اپنی اولاد یا اعزہ اور مہمانوں کے لیے وسیع خرچ کرنے پڑتے ہیں۔حسب حیثیت اس ذخیرہ) کو بھی ایک لڑکے یا مہمان کی برابر حصہ دیجئے اور اسی صندوق میں جمع رکھیے۔(۳) سوداگر اپنی تجارتوں میں، مزدور اپنی مزدوریوں میں، اجیر اپنے کرایہ میں، ایک پیسہ روپیہ کے اوسط سے قومی ذخیرہ کے لئے وصول کرے اور امانت داری سے اس کو ذخیرہ میں جمع کردے۔ اور لیتے وقت ہی اس کو اپنے مال کی قیمت، یا مزدوری اور کرایہ کے داموں سے علیحدہ رکھیں اور اس کو اپنے تصرف میں لانا سخت خیانت سمجھیں، اس طریقہ سے بھی بہت کافی رقم جمع ہوگی ۔جن لوگوں کو یہ روپیہ،قرض دیا جائے پہلے تحقیق کرلیا جائے کہ انھیں مجبور کرنے والی ضرورت درپیش ہے،اور اس کی اور کوئی سبیل ان کے پاس نہیں، پھر یہ روپیہ ایک پرامیسری رقعہ یا کوئی اور ایسی قانونی تحریر لکھا کردے دیا جائے جس کی رجسٹری بھی ضروری نہ ہو اور وہ بے سود جائز بھی ٹھہرے۔اس روپے کی ادا کے لیے وہ طریقہ تجویز کیا جائے جس سے مستقرض بآسانی وہ رقم ادا کرسکے خواہ زیادہ مدت میں وعدہ کے مطابق رقم کی وصولی کی کوشش کی جائے۔لیکن اگر یہ ثابت ہوجائے کہ یہ شخص فی الحال اس رقم کی ادا کے قابل نہیں ہے، یا ادا سے سخت دشواری میں پڑ جائے گا تو اس کو مزید مہلت دی جائے۔ کیونکہ درحقیقت یہ رقم اپنے بھائیوں کی اعانت ہی کے لیے ہے۔ ہر گاؤں اور ہر محلہ میں وہاں کے باشندوں کی ایک مجلس بنائی جائے جس کا نام "انجمن قرض حسن" ہو۔اس مجلس کے اراکین ایک معتمد شخص کو انتخاب کرکے امین قرار دیں وہ اس روپے کو اپنے پاس جمع رکھے اور اس کا مکمل حساب اس کے پاس ہو اور ہر ہفتہ آمد وخرچ سنایا کرے۔اس کے لیے جمعہ کا دن مقرر کیا جائے تو بہت بہتر جب رقم دو سو روپے تک پہنچ جائے تو اس کو کسی اطمینان کی جائے (جگہ) جمع کردیا جائے، اور اگر اہل محلہ کی یہی رائے ہو تو ابتدا ہی سے رقم کسی اطمینان کی جگہ خواہ بینک میں امانت رکھ دی جائے مگر اس طریق پر کہ اس کا وصول کرنا ہر وقت ممکن ہو۔

انجمن قرض حسن: انجمن قرض حسن کے ممبران کا فرض ہے کہ وہ اس رقم کے جمع کرنے کی کوشش کریں اور ہر شخص سے روزانہ لے لیا کریں۔خواہ وصول کا کام مسجد کے مؤذن یا امام صاحب کے سپرد کیا جائے، یہ قرض کا سیلاب روکنے کی تدبیریں تھیں کہ جو شخص قرض سے توبہ کریں اور مصارف کم اور ضروریات محدود کرکے بھی کسی وجہ سے قرض لینے کے لیے مضطر ہوں ان کا کام نکال دیا جائے، تاکہ آئندہ کے لیے سودی قرض کا سلسلہ بند ہو۔لیکن جو لوگ مقروض ہیں اور رات دن سود کا باران پر بڑھتا چلا جاتا ہے وہ کیا کریں۔

ادائے قرض کی تدابیر: (۱) قرض معمولا دیا ہی جب جاتا ہے جب اس سے کئی گنی زیادہ قیمت کی جائیداد مکفول کرلی جاتی ہے یا زیور گروے کیا جاتا ہے یا اور کسی چیز سے اطمینان کرلیا جاتا ہے۔اب ہمارا فرض ہونا چاہیے کہ ہم فوراً اس چیز کو فروخت کر کے ہم باہمی تعلقات کے دباؤ سے اپنے بھائیوں پر اثر ڈالیں اور انہیں فوراً قرض ادا کردینے پر مجبور کریں۔اگر وہ ایسا نہ کریں تو ہم انہیں چھوڑ دیں، اور ان کے کسی حال میں ان کے ساتھ شرکت نہ کریں، یہاں تک کہ وہ سودی قرض سے سبکدوشی حاصل کرنے پر مجبور ہوجائیں۔ اس طرح بہت سے قرضوں سے نجات ہوجائے گی۔

(۲) گورنمنٹ سے استدعا کرنا چاہیے اور جو ہمارے نمائندے گورنمنٹ کے ایوان میں رہیں وہ سوال اٹھائیں کہ کیا سبب ہے جو سود کے لیے کوئی حد مقرر نہیں کی گئی جس کے بعد وہ کبھی نہ بڑھے اور دائرہ کو اس حد سے آگے ڈگری نہ دی جائے۔ایک رقم کا سود اس سے کئی ہزار گنا ہوسکتا ہے، اور اس کو قانون نہیں روکتا۔اسی وجہ سے ہزار ہا رئیس اپنی ریاستیں کھو کر ناداری کی ذلت میں گرفتار ہورہے ہیں، اور ان کی دردناک حالتیں دیکھی نہیں جاتیں۔شریف اور معزز انسانوں کی یہ تباہی قابل رحم ہے، اس لئے گورنمنٹ کو یہ طے کردینا چاہیے کہ کسی حال میں سود کی ڈگری پچیس فیصدی سے زیادہ نہ دی جائے گی اور جس جائیداد پر قرض کی مقدار اس حد تک پہنچ جائے گی، اس کے بعد وہ جائیداد اس قرض میں نیلام کردی جائے گی، یا صاحب جائیداد کہیں سے روپیہ ادا کرے، خواہ اس کو یہ یا دوسری کوئی اور چیز فروخت کرنا پڑے، مگر اس کو پھر دوبارہ سال کے اندر اس جائیداد کو دوبارہ مکفول کرنے کی اجازت نہ ہوگی، کیا غضب ہے بڑی بڑی شرح سے سود لیا جارہا ہے اور دلالی ، رشوتیں اور مقدمات ورجسٹری کے مصارف۔اس کے علاوہ یہ تو ابتدائی منزل ہوتی ہے اور جب چھ ماہ کے بعد سود اصل میں شامل کر کے اس پر از سر نو سود چلایا جاتا ہے۔اس کی رفتار کا کیا ٹھکانہ ہے۔سو روپے، تین روپیہ، سیکڑہ کے شرح سے دس سال میں ہزار ہا ہوجاتے ہیں، اگر ایک شخص ہزاروں روپے کی جائیداد رکھتا ہو اور کسی ضرورت سے فقط سو روپے تین روپے کی شرح سے لے کر دس سال خاموش ہوجائے تو یہ سو روپے اس کی کل جائیداد کو ختم کردیں گے ۔کیا ستم ہے کیوں اس کے لیے قانون بنانے کی استدعا نہ کی جائے۔

(۳) ایک بیت المال بنایا جائے ۔جس سے مقروض مسلمانوں کا قرض ادا کر کے ان کی جائیداد مکفول کرلی جائے اور اس جائیداد سے ایک ایسی قسط مقرر کرکے وہ قرض وصول کرلیا جائے جس کی ادا نا قابل برداشت نہ ہو ۔جو مقروض بیت المال سے روپیہ لیں بیت المال کی جماعت ان کے مصارف معین کردے اور جو تخفیف خرچ میں بآسانی نکل سکتی ہو نکالی جائے۔" (خطبۂ صدارت، آل انڈیا سنی کانفرنس، مرادآباد ۱۹۲۵، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی، ص:۵۷ تا ۶۲)

از: محمد اسلم رضا قادری اشفاقی

بقیہ: محبت کا درس

اعجاز بھٹی صاحب نے ایک بہترین نصیحت کی تھی" کبھی بھی کسی کا غلط کام میں ساتھ مت دینا ورنہ مستقبل میں وہی تمہارا سب سے بڑا دشمن ثابت ہوگا خواہ وہ اولاد ہو، بیوی یا شوہر ہو، بہن بھائی ہوں یا پھر دوست" اپنے بچوں کی کاونسلنگ خود کریں ۔ ایک کاونسلر یا ماہر نفسیات spunge کا کردار ادا کرتا ہے یعنی وہ دوسروں کے درد اور تکالیف کو سن کر جذب کرتا ہے جس کے نتیجے میں آنے والا شخص خود کو اچھا اور بہتر محسوس کرنے لگتا ہے ۔ یہ کردار اپنے بچوں کیلئے والدین سے زیادہ بہتر کوئی ادا نہیں کرسکتا ۔ بچے کو بس سننے والے کان اور تسلی بخش لہجہ مہیا کر دیں تو آپ بہترین کاونسلر کا کردار ادا کر سکتے ہیں ۔ بچوں میں پیدا ہونے والے ڈپریشن میں ایک بڑا حصہ والدین کا رویہ ہے ۔ اس رویے کو درست کر لیں ۔بہترین دوست بن جائیں جو غلطی پر ڈانٹنے کی بجائے اچھے اور برے کا فرق سمجھاتے ہیں ۔مثبت اور منفی نتائج سے آگاہ کرتے ہیں ۔

Postal Regd.NO.MCE/57/2021-2023 R.N.I. NO. 57110/93

THE INDIAN MUSLIM TIMES WEEKLY

Office Add.: 52 Dontad Street, 1st Floor, Khadak, Mumbai 400009

VOL:26, ISSUE NO: 29 DATE: 27 December to 02 January 2022. Rs.4/-

Email:- mumbai.razaacademy@gmail.com ☎022-23454585

To

حجرِ اسوَد کی چوری کا تاریخی واقعہ

حجرِ اَسوَد کے فضائل اور اوصاف میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہت سے اِرشادات حدیث اور تاریخ کی کتابوں کی زینت بنے ہوئے ہیں۔ لیکن جنت کا یہ انمول موتی، عالی مرتبت، مُقدّس و مُتبرک یاقوت، گردشِ ایام کی ستم رانیوں سے محفوظ نہ رہ سکا، متعدد بار اسے فساق و فجار ظالموں کے ہاتھوں تختۂ مشق بننا پڑا، بارہا حوادثات کا شکار ہوا اور اس کے نازنین بدن پر کتنی ہی مرتبہ زخم آئے۔ ۷/ ذی الحجہ ۳۱۷ھ کو بحرین کے حاکم ابوطاہر سلیمان قرامطی نے مکّہ معظّمہ پر قبضہ کرلیا۔ خوف و ہراس کا یہ عالم تھا کہ اس سال ۳۱۷ھ کو حج بیت اللہ شریف نہ ہوسکا کوئی بھی شخص عرفات نہ جاسکا۔ یہ اِسلام میں پہلا موقع تھا کہ حج بیت اللہ موقوف ہو گیا۔ اسی ابوطاہر قرامطی نے حجرِ اسوَد کو خانہ کعبہ سے نِکالا اور اپنے ساتھ بحرین لے گیا۔ پھر بنو عباس کے خلیفہ مقتدر باللہ نے ابوطاہر قرامطی کے ساتھ فیصلہ کِیا اور تیس ہزار دینار دے دیئے۔ تب حجرِ اسوَد خانہ کعبہ کو واپس کِیا گیا۔ یہ واپسی ۳۳۹ھ کو ہوئی۔۔۔ گویا کہ ۲۲/ سال تک خانہ کعبہ حجرِ اَسوَد سے خالی رہا۔۔۔ جب فیصلہ ہُوا کہ حجرِ اسوَد کو واپس کِیا جائے گا تو اس سِلسلے میں خلیفۂ وقت نے ایک بڑے عالم محدّث شیخ عبداللہ کو حجرِ اسوَد کی وصولی کے لئے ایک وفد کے ساتھ بحرین بھجوایا۔ یہ واقعہ علامہ جلال الدّین سیوطی رحمۃ للہ کی روایت سے اس طرح نقل کِیا گیا ہے کہ جب شیخ عبداللہ بحرین پہنچ گئے تو بحرین کے حاکم نے ایک تقریب کا اہتمام کِیا جس میں حجرِ اسوَد کو ان کے حوالہ کِیا جائے گا تو ان کے لئے ایک پتّھر خوشبودار، خوبصورت غلاف سے نِکالا گیا کہ یہ حجرِ اسوَد ہے اسے لے جائیں۔ محدّث عبداللہ نے فرمایا کہ: "نہیں! بلکہ حجرِ اسوَد میں دو نِشانیاں ہیں۔۔۔ اگر یہ پتّھر اس معیار پر پورا اُترا تو یہ حجرِ اسوَد ہوگا اور ہم لے جائیں گے۔۔۔ (۱) پہلی نِشانی یہ کہ یہ پانی میں ڈوبتا نہیں ہے۔ (۲) "دوسری یہ کہ آگ سے گرم نہیں ہوتا۔" اب اس پتّھر کو جب پانی میں ڈالا گیا تو وہ ڈوب گیا، پھِر آگ میں اسے ڈالا تو سخت گرم ہوگیا۔ یہاں تک کہ پھٹ گیا۔۔۔ فرمایا! یہ ہمارا حجرِ اسوَد نہیں۔ پھِر دوسرا پتّھر نِکالا گیا اس کے ساتھ بھی یہی عمل ہوا اور وہ پانی میں ڈوب گیا اور آگ پر گرم ہوگیا۔ فرمایا! ہم اصل حجرِ اسوَد کو لیں گے۔ پھِر اصل حجرِ اسوَد لایا گیا اور آگ میں ڈالا گیا تو ٹھنڈا نِکلا، پھِر پانی میں ڈالا گیا تو وہ پھول کی طرح پانی کے اوپر تیرنے لگا تو محدّث عبداللہ نے فرمایا: "یہی ہمارا حجرِ اسوَد ہے اور یہی خانہ کعبہ کی زینت ہے اور یہی جنّت والا پتّھر ہے۔" اس وقت ابوطاہر قرامطی نے تعجب کِیا اور کہا: "یہ باتیں آپ کو کہاں سے مِلی ہیں؟" تو محدّث عبداللہ نے فرمایا: "یہ باتیں ہمیں جنابِ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے مِلی ہیں کہ حجرِ اسوَد پانی میں ڈوبے گا نہیں اور آگ سے گرم نہیں ہو گا۔" ابوطاہر نے کہا کہ: "یہ دِین روایات سے بڑا مضبوط ہے۔" جب حجرِ اسوَد مسلمانوں کو مِل گیا تو اسے ایک کمزور اُونٹنی کے اوپر لادا گیا جس نے تیز رفتاری کے ساتھ اسے خانہ کعبہ پہنچایا۔ اس اُونٹنی میں زبردست قوت آگئی۔۔۔ اس لئے کہ حجرِ اسوَد اپنے مرکز (بیت اللہ) کی طرف جارہا تھا۔ لیکن جب اسے خانہ کعبہ سے نِکالا گیا تھا اور بحرین لے جارہے تھے تو جس اُونٹ پر لادا جاتا وہ مرجاتا۔ حتّٰی کہ بحرین پہنچنے تک چالیس اُونٹ اس کے نیچے مر گئے۔ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ للہ علیہ نے لِکھا ہے کہ یہ ظالم ابوطاہر چیچک کے عارضہ میں مُبتلا ہوا۔ اس کا جِسم پھٹ گیا اور نہایت ذِلّت کے ساتھ مرا۔

(تاریخِ مکّہ، محمد بن علی بن فضل الطبری المکی)

☆☆☆☆☆

افسوس" صدافسوس! فیض الرسول نے اپنا ایک فاضل کھودیا!

آج بعد نماز فجر جیسے ہی موبائل واٹشپ کھولا تو کسی گروپ میں یہ جگر سوز خبر پڑھنے کو ملی کہ حضرت مولانا مفتی" ابوطالب فیضی، صاحب استاذ دارالعلوم نورالعلوم موضع کنہٹی ضلع سلطان پور، گذشتہ شب اس جہان فانی کو چھوڑ کر عالم جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے،" انا للہ وانا الیہ راجعون، زبان سے کلمۂ استرجاع نکلا اور طبیعت عجیب سی ہوگئی، جیسے کسی نے غموں کا پہاڑ ڈھکیل دیا ہو، بہرحال مولانا المکرم تقریباً ایک ماہ سے صاحب فراش تھے، غالباً کسی پروگرام کی واپسی پر ان کا خطرناک ایکسیڈنٹ ہوگیا تھا، جس میں زبردست چوٹیں آئی تھیں، اور وہ اپنا ہوش وحواس محفوظ نہ رکھ سکے تھے، تبھی سے وہ لکھنؤ کسی ہاسپٹل میں زیر علاج تھے، لیکن جانبر نہ ہوسکے اور آج گذشتہ شب وہ فانی دنیا سے رشتہ توڑ کر رخصت ہوگئے، موصوف دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف کے قدیم فارغین میں سے تھے، اور فیض الرسول کو ہمیشہ عزیز رکھتے تھے، عرس حضور شعیب الاولیاء و حضور مظہرِ شعیب الاولیاء علیہما الرحمہ میں بلا ناغہ جایا کرتے تھے، میرے یہاں سکندر پور بھی متعدد بار عرس حضور نسیم ملت میں تشریف لائے اور جب بھی آئے تو ان کا سرکاران براؤں اور صاحب عرس کے متعلق ایک اچھا سا مؤثر خطاب ہوا" مولانا موصوف لوگوں سے بہت جلد بہتر تعلقات قائم کرنے کا ہنر خوب خوب جانتے تھے، یہی وجہ ہے کہ آج ان کی جدائی میں رونے والوں کی تعداد کچھ زیادہ ہی ہے، اللہ تعالیٰ اپنے محبوب مکرم کے صدقے ان کو غریق رحمت فرمائے، اور قبر میں سکون کی نیند سلائے،" فقیر ان کی اہلیہ اور بچوں و جملہ متعلقین کے صبر کی دعا کرتے ہوئے ، ادارہ انوار الاسلام قصبہ سکندر پور ضلع بستی یوپی کے پورے عملے کے ساتھ ان کے پسماندگان سے اظہارِ تعزیت کرتا ہے

[سوگوار] محمد طاہر کلیم فیضی بستوی قادری چشتی

زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے

بہت دکھ اور غم کے ساتھ لکھ رہا ہوں لکھتے وقت آنکھیں اشکبار ہیں ۲۲/ دسمبر بروز بدھ رات تین بجے عاشق شعیب الاولیاء ناشر مسلک اعلی حضرت فدائے مظہر شعیب الاولیاء حضرت مفتی ابوطالب صاحب قبلہ شیخ الحدیث دارالعلوم نورالعلوم کنہٹی سلطان پور متوطن اینٹی رام پور اترولہ بلرام پور کا انتقال ہوگیا انا للہ وانا الیہ راجعون حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ بہت سی خوبیوں کے حامل تھے خوب صورت نیک سیرت خوش اخلاق علماء نواز تھے خطابت کی دنیا میں ان کا ایک مقام تھا علمی صلاحیت کے مالک تھے شیخ الحدیث کے درجے پر فائز تھے دارالعلوم فیض الرسول کے روشن چراغ تھے ان پر فیض الرسول کو ناز تھا وہ بہت سی کتابوں کے مصنف تھے ان کا مقدس چہرہ میری نگاہوں میں رقص کررہا ہے حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کی دینی وملی خدمات آب زر سے لکھنے کے قابل ہے اللہ رب العزت اپنے پیارے حبیب شافع محشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقہ و توسل سے حضرت مفتی صاحب علیہ الرحمہ کی بے حساب مغفرت فرما کر جنت میں اعلی سے اعلی مقام عطا فرمائے اور ان کی قبر پر رحمت ونور کی بارش فرمائے اور ان کے گھر والوں صبر جمیل عطا فرمائے آمین ثم آمین

خاک ہوکر عشق میں آرام سے سونا ملا
ادین کی اکسیر ہے الفت رسول اللہ کی
ابر رحمت ان کی مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

شریک غم: محمد عثمان اشرف اشرف القادری اشرفی فیضی

☆☆☆ زمانہ میں سب سے اچھی فراست والے تین لوگ ☆☆☆

حضرت عبداللہ بن مسعود نے کہا لوگوں میں سب سے اچھی فراست کا ظہور تین آدمیوں سے ہوا، ایک عزیز مصر تھا جس نے حضرت یوسف کے چہرے سے سعادت کے آثار بھانپ کر کہا شاید یہ ہم کو فائدہ پہنچائے یا ہم اس کو اپنا بیٹا بنالیں گے۔ دوسری حضرت شعیب (علیہ السلام) کی بیٹی تھیں جنہوں نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) میں شرافت کے آثار دیکھ کر اپنے والد سے کہا: یابت استاجرہ ان خیر من استاجرت القوی الامین۔ (القصص:۲۶) اے ابا جان! آپ انہیں اجرت پر رکھ لیں بیشک جن کو آپ اجرت پر رکھیں ان میں بہترین شخص وہ ہے جو طاقتور اور ایمان دار ہو اور تیسرے شخص حضرت ابوبکر صدیق تھے جنہوں نے حضرت عمر میں حکمرانی اور جہاں بانی کی استعداد اور صلاحیت دیکھ کر ان کو اپنے بعد اپنا خلیفہ نامزد کردیا۔ (جامع البیان جز ۱۲ ص ۲۳۰، معالم التنزیل ج ۲ ص ۳۵۱ الجامع لاحکام القرآن جز ۹ ص ۱۳۹۔۱۴۱، تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۵۲۴، روح المعانی جز ۲ ص ۳۱۴۔۳۱۰)

خیر اندیش: سید عماد الدین

رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت

حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے ایک دفعہ کسی نے پوچھا کہ آپ نے پہلی دفعہ حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کیسے دیکھا؟ بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مکے کے لوگوں کو بہت ہی کم جانتا تھا۔ کیونکہ غلام تھا اور عرب میں غلاموں سے انسانیت سوز سلوک عام تھا، انکی استطاعت سے بڑھ کے ان سے کام لیا جاتا تھا تو مجھے کبھی اتنا وقت ہی نہیں ملتا تھا کہ باہر نکل کے لوگوں سے ملوں، لہٰذا مجھے حضور پاک یا اسلام یا اس طرح کی کسی چیز کا قطعی علم نہ تھا۔

ایک دفعہ کیا ہوا کہ مجھے سخت بخار نے آلیا۔ سخت جاڑے کا موسم تھا اور انتہائی ٹھنڈ اور بخار نے مجھے کمزور کر کے رکھ دیا، لہٰذا میں نے لحاف اوڑھا اور لیٹ گیا۔ ادھر میرا مالک جو یہ دیکھنے آیا کہ میں جَو پیس رہا ہوں یا نہیں، وہ مجھے لحاف اوڑھ کے لیٹا دیکھ کے آگ بگولا ہوگیا۔ اس نے لحاف اتارا اور سزا کے طور پہ میری قمیض بھی اتروادی اور مجھے کھلے صحن میں دروازے کے پاس بٹھا دیا کہ یہاں بیٹھ کے جَو پیس۔ اب سخت سردی، اوپر سے بخار اور اتنی مشقت والا کام، میں روتا جاتا تھا اور جَو پیستا جاتا تھا۔ کچھ ہی دیر میں دروازے پہ دستک ہوئی، میں نے اندر آنے کی اجازت دی تو ایک نہائت متین اور پرنور چہرے والا شخص اندر داخل ہوا اور پوچھا کہ جوان کیوں روتے ہو؟ جواب میں میں نے کہا کہ جاؤ اپنا کام کرو، تمہیں اس سے کیا میں جس وجہ سے بھی روؤں، یہاں پوچھنے والے بہت ہیں لیکن مداوا کوئی نہیں کرتا۔ قصہ مختصر کہ بلال نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کافی سخت جملے کہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم یہ جملے سن کے چل پڑے، جب چل پڑے تو بلال نے کہا کہ بس؟ میں نہ کہتا تھا کہ پوچھتے سب ہیں مداوا کوئی نہیں کرتا۔۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سن کر بھی چلتے رہے۔۔ بلال کہتے ہیں کہ دل میں جو ہلکی سی امید جاگی تھی کہ یہ شخص کوئی مدد کرے گا وہ بھی گئی۔ لیکن بلال کو کیا معلوم کہ جس شخص سے اب اسکا واسطہ پڑا ہے وہ رحمت اللعالمین ہے۔ بلال کہتے ہیں کہ کچھ ہی دیر میں وہ شخص واپس آگیا۔ اس کے ایک ہاتھ میں گرم دودھ کا پیالہ اور دوسرے میں کھجوریں تھیں۔ اس نے وہ کھجوریں اور دودھ مجھے دیا اور کہا کھاؤ پیو اور جا کے سو جاؤ۔ میں نے کہا تو یہ جَو کون پیسے گا؟ نہ پیسے تو مالک صبح بہت مارے گا۔ اس نے کہا تم سو جاؤ یہ پسے ہوئے مجھ سے لے لینا۔۔ بلال سو گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساری رات ایک اجنبی حبشی غلام کے لئے چکی پیسی۔ صبح بلال کو پسے ہوئے جو دیے اور چلے گئے۔ دوسری رات پھر ایسا ہی ہوا، دودھ اور دوا بلال کو دی اور ساری رات چکی پیسی۔ ایسا تین دن مسلسل کرتے رہے جب تک کہ بلال ٹھیک نہ ہوگئے۔ یہ تھا وہ تعارف جس کے بطن سے اس لافانی عشق نے جنم لیا کہ آج بھی بلال کو صحابیٔ رسول بعد میں، عاشقِ رسول پہلے کہا جاتا ہے۔ وہ بلال جو ایک دن اذان نہ دے تو خدا تعالی سورج کو طلوع ہونے سے روک دیتا ہے، اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وِصال کے بعد اذان دینا بند کردی کیونکہ جب اذان میں 'اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ' تک پہنچتے تو حضور کی یاد میں ہچکیاں بندھ جاتی تھیں اور زار و قطار رونے لگتے تھے۔ ایثار اور اخوت کا یہ جذبہ اتنا طاقتور ہے۔ اللہ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

طالب دعاء: محمد عقیل رضا مجاہدی رضوی

گھروں میں اسلامی ماحول سازی کیلئے چند اہم کتابیں

مالیگاؤں: ان دنوں اردو کتاب میلہ مراٹھا اسکول والے ٹی ٹی اسکول میں جاری ہے۔ جہاں مطالعاتی ذوق کی جِلا کے لیے کثیر تعداد میں کتابیں موجود ہیں۔ عامۃ المسلمین کی اسلامی تربیت اور ذہن سازی کی غرض سے نوری مشن اِسٹال نمبر ۱۰۳/ پر ۱۸۰/ سے زائد عنوانات پر دینی، علمی و تحقیقی کتابیں رعایتی شرح پر موجود ہیں۔ جن میں خصوصاً چند ایسی کتابوں کے نام درج کیے جا رہے ہیں، جن کا گھروں میں موجود ہونا ضروری ہے: ۱۔ قانونِ شریعت (مفتی شمس الدین جونپوری) ۲۔ سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی) ۳۔ اسلامی اخلاق و آداب (صدرالشریعہ) ۴۔ انوار شریعت (موضوع: نماز... مفتی جلال الدین امجدی) ۵۔ مومن کی نماز (نماز کا انسائیکلو پیڈیا... مولانا عبدالستار ہمدانی) ۵۔ سُنّی بہشتی زیور (خواتین کیلئے... مفتی خلیل خان برکاتی) ۶۔ جنتی زیور (مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی) عوام سے گزارش ہے کہ ایسی مفید کتابیں ضرور خریدیں اور اپنے احباب کو بھی تحفتاً پیش کریں۔ ایسی گزارش نوری مشن اور اعلیٰ حضرت ریسرچ سینٹر مالیگاؤں نے کی ہے۔

☆☆☆☆☆

محبت کا درس

یہ جو آپ اپنے گھروں میں دوسرے رشتے داروں اور محلے داروں کی سارا دن برائیاں کرتے ہیں۔ آپ کا یہ عمل آپ کے گھر میں نفرت کو جنم دے کر اس ماحول کو ناسازگار بنا دیتا ہے۔ آپ کا بچہ منفی سوچ کے اثرات تلے دب کر اپنی بہت ساری مثبت صلاحیتوں سے محروم ہوجاتا ہے۔

ہونا تو یہ چاہئے کہ آپ اپنے گھر میں ان لوگوں کی گفتگو کریں جو اچھے اخلاق و عادات کے مالک ہیں۔ جو والدین کے فرمانبردار ہیں۔ جو بڑوں کا احترام کرتے ہیں۔ جو انسانیت کی فلاح کیلئے کام کررہے ہیں۔ میری نظر میں" ہمارے گھر میں ہونے والی اچھی گفتگو چمن کے پھولوں کی خوشبو کی مانند ہے۔ جس سے اس گلشن میں آنے والوں کے ساتھ ساتھ اس کے اردگرد سے گزرنے والے لوگ بھی مستفید ہوتے ہیں" ورنہ منفی گفتگو مرے ہوئے جانور کی بدبو کے جیسی ہے جس سے سارے ہی خار کھاتے ہیں۔ غلط کام پر سپورٹ مت کریں آپ ایک بہت بڑی غلطی کرجاتے ہیں جب آپ اپنے بچے کو بلاوجہ یا غلط بات پر سپورٹ کرتے ہیں۔ اس کے خطرناک نتائج یہ نکلتے ہیں کہ آپ کا بچہ صحیح اور غلط کے درمیان فیصلہ نہیں کرپاتا۔ اسے لگتا ہے جو اس نے کیا وہ ٹھیک تھا۔ اس طرح بچوں میں غلطی پر شرمندہ ہونے کی بجائے ڈھیٹ بن کر ڈٹ جانے کی عادت جنم لیتی ہے۔ غلطی کو درست کرنے کیلئے پہلے غلطی کو تسلیم کرنا شرط ہے لیکن آپ کی یہ سپورٹ آپ کے بچے سے غلطی ماننے والی صلاحیت یا احساس کو چھین لیتی ہے۔ میرا بچہ جھوٹ نہیں بول سکتا۔ میرا بچہ ایسا نہیں کرسکتا۔ اس طرح کے جملوں کا استعمال مت کریں۔ بچے کو بتائیں کہ وہ انسان ہے اور غلطی انسان کرتے ہیں فرشتے نہیں لیکن بہترین انسان وہ ہے جو غلطی کو تسلیم کر کے بہتر بنانے کی کوشش کرے۔

بچپن کا ایک واقعہ یاد آگیا۔ ایک مرتبہ تائی امی کے کچھ پیسے چوری ہوگئے۔ میں شاید وہاں سے گزرا تھا۔ والدہ تک بات پہنچی تو والدہ مجھے تائی امی کے پاس لے گئیں اور مجھ سے پوچھا کہ بیٹا تم نے لیے ہیں پیسے؟ امی آپ کو کیا لگتا ہے؟ کیا میں ایسا کرسکتا ہوں؟ بیٹا میرا مطلب ہے کہ ہوسکتا ہے تمہیں ضرورت ہو۔ میں اس وجہ سے پوچھ رہی ہوں کہ اگر تم نے لیے تو میں تمہاری تائی امی کو واپس کردیتی ہوں۔ آج سمجھ آتی ہے کہ یہ طریقہ تربیت کا تھا۔ میری والدہ کو مجھ پر یقین تھا لیکن ایک بار بھی یہ نہیں کہا کہ میرا بیٹا ایسا نہیں کرسکتا۔ وہ جانتی تھیں کہ بچے غلطی کر ہی دیتے ہیں۔ ہوسکتا ہے غلطی ہوگئی ہو۔ آج کل تو مائیں مارنے کو آجاتی ہیں کہ تمہاری جرآت کیسے ہوئی میرے بیٹے پر الزام لگانے کی؟

بقیہ صفحہ ۳ ☞ پر